ڈراما

سچے لوگ

عرفان علی
گلی پولیس چوکی، اُسارہ ضلع باغپت (یوپی)

(پہلا منظر)

(گڑھی مبارک خان گاؤں میں گلزار اپنے مکان میں کھانا کھا رہا ہے۔ اس کی نیک بخت بیوی رحمت بیگم اس کے سامنے بیٹھی ہوئی ہے۔ گلزار کچھ زیادہ ہی عجلت میں لگتا ہے۔ موٹے موٹے لقمے منھ میں ٹھونستا ہے اور گویا بغیر چبائے ہی نگل جاتا ہے۔ اس کی بیوی اس کو بغور دیکھ رہی ہے۔)

رحمت بیگم: آج کیا بات ہے؟ بہت جلدی جلدی کھانا کھا رہے ہو۔ کہیں جانا ہے کیا؟

گلزار: نہیں جانا وانا تو کہیں نہیں ہے، بس ذرا کھیت کی طرف جانا تھا اور نماز کا وقت ہوا جا رہا ہے۔

رحمت: ابھی تو اذان ہوئی ہے۔ آرام سے کھاؤ۔ میں پانی لاتی ہوں۔ (پانی لینے چلی جاتی ہے۔ واپس آتی ہے۔ پانی کا گلاس رکھتے ہوئے)

رحمت: ہمسایہ کہہ رہا تھا کہ تمھارے گیہوں پانی مانگ رہے ہیں۔ کھیت کی سینچائی کر دو۔

گلزار: ہاں۔ پر، پانی پہنچانے کے لیے نالی کو صاف کرنا ہوگا۔ اس میں کھر پتوار اور خودرو گھاس بہت اُگ آئی ہے۔

رحمت: آج رات میں نالی کی گھاس کو صاف کر دو۔ کل پانی چلا دینا۔

گلزار: تم نے ٹھیک یاد دلایا۔ میں نماز کے بعد کھیت کی طرف جاتا ہوں۔ تم دروازہ بند کر کے ہوشیاری سے سو جانا۔

رحمت: بہت اچھا۔ آپ ایسے ہی ایمان داری سے اپنا کام کرتے جاؤ۔ دیکھنا ایک دن ہمارے گھر اناج سے بھر جائیں گے اور سب تعریف کریں گے۔

گلزار: ابھی میری کون برائی کرتا ہے؟

رحمت: میرا مطلب یہ نہیں تھا۔ میں کہہ رہی تھی کہ ایمان داری سے کھانے کمانے میں عزّت زیادہ ہے۔ چاہے آمدنی کچھ کم ہو، لیکن لوگ تعریف بہت کرتے ہیں۔

گلزار: اچھا، میں نماز کے بعد کھیت کی طرف جاؤں گا۔ (گلی میں نکلتے ہوئے) دروازہ ٹھیک سے بند کر لینا۔

(عشاء کی نماز ہو چکی ہے، مسجد کی گھڑی ٹن ٹن کی آواز کرتی ہے۔ وہ بڑبڑاتا ہے کہ نو بج گئے اور مجھے بیس کوس کا سفر تین گھنٹے میں طے کرنا ہے۔ سر پر چادر لپیٹتے ہوئے تیزی کے ساتھ مسجد سے باہر نکلتا ہے۔ بستی ختم ہوتے ہی تیز رَو دوڑتا ہے۔ تھوڑی دیر بعد ندی کے پاس پہنچتا ہے تو بھیکن ملاح اپنی جھونپڑی سے چلاّتا ہے)

بھیکن: بھائی کون بھاگا جا رہا ہے؟

گلزار: کوئی نہیں، بھیکن میں ہوں گلزار۔

بھیکن: خیریت تو ہے؟ اتنی رات گئے کہاں جا رہے ہو؟

گلزار: ہاں خیریت ہے۔ ذرا کھیت میں کچھ کام ہے۔

بھیکن: وہاں کوئی اور ساتھ میں ہے؟ جنگلی جانوروں کا خطرہ بھی ہے۔ اگر اکیلے ہو تو میں ساتھ چلوں؟

گلزار: نہیں، شکریہ۔ فکر مت کرو، آگے اور ساتھی ہیں۔

(گلزار نے آسمان کی طرف دیکھا کہ ہرنی (دو مخصوص تارے)
نکل چکی ہیں۔ رفتار بڑھاتا ہے۔ وہ دوڑتا جا رہا ہے اور
بار بار آسمان کی طرف دیکھ کر تاروں کی کیفیت سے وقت
کا اندازہ کرتا ہے۔ آخرش اُس درخت کے تلے پہنچ گیا
جہاں ساتھیوں کے ملنے کا وَعدہ تھا۔)

کلوا: آ گئے بھائی، میں تو کہہ رہا تھا کہ گلزار بھائی وقت اور وعدہ کا
بڑا پابند ہے۔

دلاور: وہ تو ٹھیک ہے، لیکن سفر لمبا تھا۔ بیس کوس بہت طویل
مسافت ہے۔

جُمّہ: اَرے بھئی، سپھر (سفر) لمبا تھا تو ہوا کرے۔ ہمارا گلجار
(گلزار) بھی تو شیر ہے۔ جب دَوڑتا ہے تو موٹر کو پیچھے
چھوڑتا ہے۔

کلوا: اب باتیں ہی کرتے رہوگے یا پھر کام بھی کروگے؟
ساڑھے بارہ بج گئے۔ تین بجے بڑے بوڑھے تہجد
پڑھنے بھی جاتے ہیں۔ دو گھنٹے سے پہلے پہلے سارا کام ختم
کر کے سون پور بستی کو چھوڑ دینا ہوگا۔

دلاور: پہلے منصوبہ بندی کر لو۔ کون کہاں رہے گا؟ گھر میں گھسنے
سے پہلے واپس آنے کا رستہ بھی سوچنا ہے۔

جمہ: دروازہ کے پاس تو دلاور بھائی کو رہنا چاہئے کیونکہ اگر کوئی
لڑکا بالا جاگ جائے تو اس کو سنبھالنا مضبوط آدمی کا کام
ہے اور یہ کام دلاور بھائی سے بہتر کوئی نہیں کر سکتا۔

دلاور: چلو منظور ہے۔ ہمیں تو کہیں بھی لگا دو، وہیں ڈٹ
جائیں گے۔

کلوا: چھت پر کون رہے گا؟ اگر بستی میں نیند سے بیداری ہوگئی تو
کیسے پتہ چلے گا۔ ایسا نہ ہو کہ سارے گھر کے اندر ہی گھیر
لیے جائیں۔

جمہ: یہ کام ہمارے ذمّہ چھوڑ دو۔ بستی میں سے کوئی اُٹھ کے
آئے تو اُس کا کچومر جرور (ضرور) نکال دوں گا۔ بس
اندھیرے میں اندر کا کام ہم سے نہیں ہوتا۔ نجر (نظر)
سے ہم تھوڑے مجبور ہیں۔ ہاں! میرے لیے گھی کا کنستر
جرور (ضرور) ڈھونڈ لینا۔

دلاور: یاد ہے، بابا۔ زیادہ شور مت مچاؤ۔ (ہونٹوں پر اُنگلی رکھتا
ہے)

گلزار: بس ہو گیا، اندر کا کام ہم اور کلوا سنبھالیں گے۔ ایک ایک
چیز کو باندھ کر گٹھری بنانا اور باہر لانا، ہماری ذمہ داری
ہے۔

کلوا: ٹھیک ہے۔ اب جلدی چلو، جاگ ہوگئی تو رات کالی
ہو جائے گی۔ (سب ایک بڑے سے پختہ مکان کی دیوار
چھلانگ کر اندر کوُد گئے۔ جمہ دیوار چھلانگ نہیں پایا۔
انگلیوں سے اینٹ پکڑ کر چڑھنے کی کوشش کرتا ہے، لیکن
اینٹ چھوٹ جاتی ہے اور گرتا ہے۔)

جمّہ: آہ! میں مر گیا۔

گلزار: ارے! یہ کس کی آواز ہے؟ جمہ کہاں ہے؟

دلاور: شاید اُس سے چڑھا نہیں گیا اور گر گیا ہے۔ کلوا، تم اسے
اُدھر سے چڑھاؤ، اِدھر میں پکڑ لوں گا۔ (کلوا دیوار
چھلانگ کر دوسری طرف جاتا ہے اور جمہ کو اُٹھا کر دیوار
پر بٹھا دیتا ہے۔ جمہ تیزی سے سیڑھی چڑھتا ہے۔ سیڑھی
پھسل جاتی ہے اور پھر دھڑام سے گرتا ہے۔)

گلزار: تم پکڑ واوَ گے آج۔ (جمہ کو اُٹھاتا ہے) سنبھل کر چڑھو۔
(چھت پر پہنچ کر جمہ چاروں طرف دیکھتا ہے کہ کہیں
سے کوئی آواز آتی ہے تو فوراً چوکنّا ہو جاتا ہے۔ دلاور بھی
لٹھ لیے دروازہ کے پاس ہوشیار کھڑا ہے۔ ڈیڑھ گھنٹے بعد
دو گٹھریاں لیے کلوا اور گلزار باہر آئے)

جمہ: میرا گھی کا کنستر کہاں ہے؟

گلزار: چھوڑو، اب دیر ہو رہی ہے۔

جمہ: نہیں بھائی میرا گھی کا کنستر ضرور لاؤ۔

گلزار: یہ پکڑوا کے چھوڑے گا۔ (دوبارہ گھر کے اندر جاتا ہے۔ کنستر لے کر واپس آتا ہے۔ اندر سے کوئی بڑ بڑایا ''بھاگتے کہاں ہو؟'')

دلاور: استاد! اِس کی زبان خاموش کردوں۔

گلزار: نہیں۔ وقت کی نزاکت کو سمجھو۔ (سب جلدی جلدی گاؤں سے نکل کر کھیتوں میں غائب ہوجاتے ہیں۔)

پردہ گرتا ہے

(دوسرا منظر)

(گڑھی مبارک پور گاؤں میں مکھیا منصب چودھری کی بیٹھک ہے۔ مکھیا ایک پلنگ پر گاؤ تکیہ لگائے بیٹھے ہوئے ہیں۔ سامنے کی طرف موڑھے پر گڑھی کی جامع مسجد کے امام سید ارشاد صاحب تشریف فرما ہیں، دوسری طرف کُرسی پر، گڑھی گاؤں کی چوکی کے دیوان جی صادق علی بیٹھے ہیں۔ ایک چارپائی پر سونپور سے آئے ہوئے مہمان کلّن، للن، بھورا وغیرہ بیٹھے ہیں۔ اردگرد کافی دیہاتی کھڑے ہیں۔ ایک نوعمر لڑکا ہاتھ میں بالٹی اور گلاس لیے بھیڑ کو چیر کر آگے آتا ہے۔)

لڑکا: مہمانو! لو دودھ پیو۔ (ایک گلاس میں دودھ بھرتا ہے اور کلن کی طرف بڑھاتا ہے۔)

کلّن: ارے بھائی دوُدھ کیا پئیں، ہمارا تو دِل و دماغ ہی ٹھکانے نہیں ہے مگر دوُدھ کو منع بھی نہیں کر سکتے۔ (گلاس ہاتھ میں پکڑتا ہے)

مکھیا: کلن بھائی! اطمینان سے دودھ پیو۔ آپ ہمارے پاس آئے ہو، ہمارے مہمان ہو۔ آپ کی بات رکھی جائے گی۔ انصاف ہوگا۔

(لڑکا دوسرے مہمانوں کو دودھ پلاتا ہوا آگے بڑھتا ہے۔ یکے بعد دیگرے مہمان دودھ پیتے ہیں۔)

بھیکن: کلن بھائی! ایک بات سمجھ میں نہیں آرہی ہے۔ رات آٹھ بجے کے بعد گلزار مجھ سے ندی پر بات کر کے اپنے کھیت پر گیا ہے۔ پھر صبح صادق میں جماعت سے پہلے بھی وہ مسجد میں تھا۔ بیس کوس کی مسافت پر تمہارے گاؤں میں وہ کیسے چوری کرسکتا ہے؟

کلن: تمہاری بات میں طرفداری کی بو آتی ہے۔ میں نے گلزار کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر یہ کہا کہ جاتے کہاں ہو میں نے تمھیں پہچان لیا ہے۔ میں تمھاری بات کیسے مان لوں۔

بھیکن: کوئی اور چشم دید گواہ ہے جو آپ کی بات کی تائید و تصدیق کردے۔

کلن: نہیں۔ اور کوئی چشم دید گواہ نہیں ہے۔

بھیکن: تو پھر کیسے تمھاری بات پر یقین کیا جاسکتا ہے؟ اِس سے تو یہی پیغام جاتا ہے کہ تم جھوٹ بول رہے ہو۔

کلن: تمھارا گاؤں ہے۔ ہمارا یہاں کون ہے؟ آپ لوگ ہمیں جھوٹا کہو۔ ذلیل کرو۔ آپ مالک ہیں۔

للن: بھیکن بھائی! مان لیا ہمارے پاس تو کوئی ثبوت نہیں ہے۔ ہمارے بھائی کی بات جھوٹ ہے۔ آپ کے پاس کیا ثبوت ہے کہ آپ جو کہہ رہے ہو وہ بِالکل سچ ہے؟

صادق علی: مسئلہ یہ ہے کہ ایک آدمی عشاء کی نماز باجماعت پڑھتا ہے۔ پھر صبح فجر کی نماز سے پہلے مسجد میں موجود ہے۔ صرف بھیکن ہی نہیں، امام صاحب اور میں خود بھی اس کے چشم دید گواہ ہیں۔ آپ اپنی بات کی مضبوطی کے لیے ثبوت پیش کرو، آپ کے ساتھ انصاف ہوگا۔ اگر آپ لوگ یہ معاملہ عدالت میں بھی لے جاؤ گے تو وہاں بھی ثبوت اور چشم دید گواہ درکار ہوں گے۔

بھورا: دیوان جی! جس کے ساتھ پولیس بھی ہو۔ اس کے خلاف کارروائی ہو ہی نہیں سکتی۔ آپ سب ایک ہیں۔ اس لیے ہم سب جھوٹے ہیں۔

کلن: دیوان جی! میں اپنی بات کی سچائی میں مسجد میں چل کر

قرآن ہاتھ میں لے کر حلف اُٹھا سکتا ہوں۔اس سے زیادہ اور کیا ثبوت چاہیئے۔

للن: یا پھر آپ لوگ قرآن ہاتھ میں لے کر قسم کھاؤ کہ گلزار نے چوری نہیں کی۔ہم چلے جائیں گے اور کوئی شکایت نہیں کریں گے۔

(سب لوگ متفق ہوکر مسجد کی طرف چلتے ہیں۔مسجد میں پہنچ کر ایک شخص اندر جا کر قرآن پاک لے آتا ہے۔)

کلن: دیوان جی! بولو۔آپ میں سے کوئی قسم کھاتا ہے یا پھر میں قسم کھاؤں؟

صادق علی: میں اس بات کی قسم کھاؤں گا کہ گلزار بے گناہ ہے اور اُس پر یہ الزام جھوٹا ہے۔(قرآن پاک کو ہاتھ میں لینے کے لیے دیوان صادق علی جیسے ہی ہاتھ آگے بڑھاتے ہیں، ایک زوردار آواز آتی ہے۔سب چونک پڑتے ہیں۔پیچھے گھوم کر دیکھتے ہیں)

گلزار: ٹھہرو! دیوان صاحب آپ قسم نہیں کھانا۔میرا ضمیر نہیں مانتا کہ آپ میرے لیے جھوٹی قسم کھائیں۔حقیقتاً میں اس چوری میں شامل تھا۔کلن کی بات حرف بہ حرف سچ ہے۔(سب حیرانی سے گلزار کی طرف دیکھتے ہیں۔دلاور اور کلوا دو گٹھری لیے داخل ہوتے ہیں۔گٹھریاں نیچے رکھتے ہیں۔فرش پر اللہ کے حضور میں پیشانی رکھ کر توبہ کرتے ہیں کہ آئندہ کبھی چوری نہ کریں گے۔دونوں کے آنسو بہہ رہے ہیں)

کلوا: (آنسو پونچھ کر) ہمارے پاس گلزار بھائی کا بھیجا ہوا آدمی پہنچا اور اُس نے ہمیں ساری باتیں بتادیں۔ہم نے سوچا کہ جہاں گلزار بھائی کی کمان میں برائی کی ہے تو نیکی بھی انہی کی رہبری میں کریں گے۔(جمہ بونا سر پر ایک کنستر لیے مسجد میں داخل ہوتا ہے)

جُمہ: اُتروانا بھائی۔(پسینہ پونچھتے ہوئے) خواہ مخواہ ہی مارے گئے۔توبہ کرنی تھی تو ایک دو دن بعد کر لیتے۔تھوڑا گھی تو کھانے کو مل جاتا۔

اِمام صاحب: دیوان جی! مال مسروقہ بھی آگیا۔

صادق علی: ہاں۔آپ نے تو پہلے ہی کہا تھا کہ نماز اپنا کام کرتی ہے۔(جمہ، جو یہ نہیں جانتا تھا کہ یہاں پولیس کے دیوان جی بھی موجود ہیں۔ایک دم دیوان صادق علی کے قدموں میں گرجاتا ہے)

جمہ: سرکار میں نے چوری نہیں کی۔میں تو چھت پر لوگوں کو یہ سمجھانے کے لیے کھڑا تھا کہ خواہ مخواہ اپنی نیند خراب نہ کریں۔ہاں البتہ کھانے کے لیے یہ گھی مجھے ملا تھا، سو آپ کی خدمت میں لے آیا ہوں۔مجھے معاف کر دیجئے۔

منصب: گلزار! ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس موقع پر تمہیں سزا دی جائے یا اِنعام دیا جائے۔

کلّن: اس وقت گلزار کو انعام دیا جانا چاہیئے کیونکہ اسکی کوشش نے بیک وقت چار لوگوں کو راہ راست پر لانے کا کام کیا ہے۔

صادق علی: مجھے آج بہت خوشی ہورہی ہے کہ آج ایک نہیں بلکہ چار لوگ نیکی وسچائی کے راستہ پر واپس آئے ہیں۔جس کا سہرا گلزار کے سر جاتا ہے۔ میں ان سبھی کے نام بدمعاشی کے رجسٹر سے خارج کرنے کے لیے سفارش کروں گا، مگر اہم بات یہ ہے کہ جب جب اِس واقعہ کا ذکر ہوگا، آئندہ نسلیں یہ کہنے پر مجبور ہوں گی کہ سچے وقتوں کے لوگ سچے ہی تھے۔مجرموں کا یہ حال تھا تو عام لوگ کتنے اچھے ہوں گے۔

(پردہ گرتا ہے)

OO

OO